

العقيدة الحسنة

○

از

حکیم الامت امام ذلی اللہ محدث دہلوی

۱۱۴۱ھ تا ۱۱۷۶ھ



مع اردو ترجمہ



besturdubooks.wordpress.com

از احقر عبدالحمید سلواتی

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَالْأَلَمِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

اما بعد! پس کتا ہے بندہ اپنے
رب کی رحمت کا محتج، احمد جس کو ولی اللہ
بن عبد الرحیم نے نام سے پکارا جاتا ہے
اللہ تعالیٰ ان دو نور احسان فرمائے کہ
میں اللہ تعالیٰ کو اور جو ملائکہ رحمت
اور انسان حاضر ہیں۔ ان کو گواہ بنا کر
اپنے عقائد کے بارے میں کتا ہوں
کہ میں خلوص قلب سے اس بات کا اعتقاد
رکھتا ہوں کہ تمام عالم کا ایک صانع
رہا ہے والا قدیم ہے جو ہمیشہ سے ہے
اور ہمیشہ رہے گا، اس کا وجود واجب ہے
اور اس کا عدم ممکن ہے سبب کا ہونا
ضروری اور اس پر فنا اور عدم محال
اور وہ بڑا اور عالی شان ہے

اما بعد فيقول الفقير
إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ الْكَرِيمِ أَحْمَدُ الْمَدَنِيُّ
بِعَلِيٍّ اللَّهُ ابْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ
أَحْسَنَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِمْ كَمَا
أَشْهَدُ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ حَضَرَ
مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْإِنْسِ وَالْأَنْسِ
أَنِّي أَعْتَقِدُ مِنْ صَمِيمِ قَلْبِي أَنَّ
لِلْعَالَمِ صَانِعًا قَدِيمًا لَمْ يَزَلْ
وَلَا يَزَالُ وَاجِبًا وَجُودُهُ مُمْتَنِعًا
عَدَمُهُ. وَهُوَ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالَى
مُتَّصِفًا بِجَمِيعِ مِثْلَاتِ الْكَمَالِ
مُنْزَهُا عَنْ جَمِيعِ الْمَخْلُوقَاتِ
عَالِمٌ لِجَمِيعِ السُّعْلُومَاتِ قَادِرٌ عَلَى
جَمِيعِ الْمُمْكِنَاتِ. مُرِيدٌ لِجَمِيعِ

الْكَائِنَاتِ حَقِّي ، سَمِيعٌ ، بَصِيرٌ
لَا شَبَّهَ لَهُ وَلَا ضَدَّ لَهُ ، وَلَا
يَدَّ لَهُ وَلَا مِثْلَ لَهُ ، وَلَا
شَرِيكَ لَهُ فِي وُجُوبِ الْوُجُودِ
وَلَا اسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ وَلَا
فِي الْخَلْقِ وَالشَّدِيدِ بِإِيفَاءِ
يَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةَ أَيَّ أَقْصَى
غَايَةِ التَّعْظِيمِ إِلَّا هُوَ ، وَلَا
يَشْفِي مَرِيضًا ، وَلَا يَرْزُقُ
رِزْقًا وَلَا يَكْشِفُ ضُرًّا إِلَّا
هُوَ بِمَعْنَى أَنْ يَقُولَ لَشَيْءٍ كُنْ
فَيَكُونُ لَا بِمَعْنَى السَّبَبِ الْعَادِي
الظَّاهِرِي ، كَمَا يُقَالُ شَفَى
الطَّبِيبُ الْمَرِيضَ ، وَرَزَقَ
الْأَمِيرُ الْجُنْدَ ، فَهَذَا عَيْوَةٌ
وَرَأَيْتُ اشْتَبَهَ فِي اللَّفْظِ ، وَلَا
ظَهَرَ كَمَا لَا يَحِلُّ فِي غَيْرِهِ

اور تمام کامل صفات کے ساتھ متصف
ہے اور زوال اور نقص کی تمام علامتوں
سے پاک اور منزہ ہے وہ تمام مخلوقات
کا خالق ہے اور تمام کائنات کی باتوں
کا جاننے والا ہے اور تمام مخلوقات پر
پوری قدرت رکھتا ہے اور تمام کائنات
کی در ایجاد و قیام کا ارادہ کرنے والا ہے
زندہ ہے سنانے اور دیکھنے والا ہے
کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور نہ کوئی
چیز اس کی ضد اور مقابل ہے اور نہ کوئی
چیز اس کی مثل ہے اور اس کے واجب الوجود
ہونے اور عبادت کے استحقاق اور پیدا کرنے
اور تدبیر میں کوئی اس کا شریک نہیں۔
پس عبادت کا استحقاق اس کے سوا کسی کیلئے
نہیں اور عبادت انتہائی درجہ کی تعظیم کو
کہا جاتا ہے کسی مریض کو اس کے سوا کوئی
شفا نہیں بخشتا اور نہ کسی کو اس کے سوا

وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا
 حَادِثٌ وَلَيْسَ فِي ذَاتِهِ وَلَا
 فِي صِفَاتِهِ حَدُوثٌ وَإِنَّمَا
 الْحُدُوثُ فِي تَعَلُّقِ الصِّفَاتِ
 بِمُتَعَلِّقَاتِهِ حَتَّى يَظْهَرَ الْأَفْعَالُ
 وَحَقِيقَتُهُ أَنَّ التَّعَلُّقَ أَيْضًا
 لَيْسَ بِحَادِثٍ وَلَكِنَّ الْحَادِثَ
 هُوَ الْمُتَعَلِّقُ - فَيُظْهِرُ أَحْكَامُ
 الْمُتَعَلِّقِ مُتَفَاوِتًا لِمُتَفَاوِتِ
 الْمُتَعَلِّقَاتِ، وَهُوَ بَرِيءٌ عَنِ
 الْحُدُوثِ وَالتَّجَدُّدِ مِنْ جَمِيعِ
 الوجود - لَيْسَ بِجَوْهَرٍ وَلَا عَرَضٍ
 وَلَا جِسْمٍ وَلَا فِي حَيْثٍ وَجْهَةٍ
 وَلَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِهَذَا وَهَذَا
 وَلَا يَصِفُهُ عَلَيْهِ الْحَرَكَةُ وَالْإِنْتِقَالُ
 وَالتَّبَدُّلُ فِي ذَاتِهِ وَلَا فِي
 صِفَاتِهِ - وَلَا الْجَهْلُ وَلَا

کوئی روزی پہنچاتا ہے۔ اور ضرر اور
 تکلیف کو اس کے سوا کوئی دوز نہیں کر
 سکتا۔ اور اس کا یہ کام اس طرح ہے
 کہ جب وہ کسی چیز کو بغیر ظاہری اسباب
 کے کہہ دے کہ ہو جاتا تو وہ ہو جاتی ہے اس
 طرح نہیں جس طرح ظاہری اور عادی اسباب
 کے تحت کوئی چیز ہوتی ہے جیسا کہ لوگ
 کہتے ہیں کہ طبیب نے مریض کو شفا دی اور
 میرے شکر نے شکر کو رزق دیا کیونکہ یہاں
 مراد ظاہری اسباب کے تحت علاج و معالجہ
 کرنا اور تنخواہ وغیرہ دیتا ہوتا ہے، یعنی
 اس کے علاوہ ہے جو اللہ تعالیٰ کیلئے بولا
 جاتا ہے اگرچہ الفاظ ایک جیسے ہیں اور
 اللہ تعالیٰ کا کوئی معین اور پشت پناہ
 نہیں اور نہ وہ کسی دوسری چیز میں حلول
 کرتا ہے اور نہ وہ غیر کے ساتھ مل کر متحد
 ہوتا ہے اور اس کی ذات کیساتھ کوئی حادث

الْكَذِبُ، وَهُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ
 كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ وَلَكِنْ لَا
 بِمَعْنَى التَّحْيِيزِ وَالْجَهْتِ بَلْ لَا يَعْلَمُ
 كُنْهَ هَذَا التَّقْوِي وَالْإِسْتِوَاءِ
 إِلَّا هُوَ۔ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ
 مِنْ آتَاكَ اللَّهُ مِنْ لَدُنْهِ عِلْمًا۔

چیز قائم نہیں ہو سکتی (نو پیدا چیز جو پہلے نہ
 تھی) پس اس کی ذات میں اور صفات میں کسی قسم
 کا حد نہیں ہے البتہ جب اسکی صفات کا تعلق
 اپنے متعلقات کیسے ہوتا ہے تو اس تعلق میں حد
 ہوتا ہے تاکہ افعال ظاہر ہوں۔ اور حقیقت میں
 یہ تعلق بھی حد نہیں ہے، حادث صرف اُن صفات کے
 متعلقات تمام کائنات کی اشیاء اللہ تعالیٰ کے
 سوا ہی ہو ہیں، اس لئے اس تعلق کے احکام بھی
 مختلف اور متفاوت ہوتے ہیں دورہ اللہ تعالیٰ کی
 ذات اور صفات میں مطلقاً کسی قسم کا حادث نہیں،
 اور وہ باری تعالیٰ ہر وجہ اور ہر طریق پر حادث
 اور تجدید سے برتری اور پاک۔ اور وہ نہ جو ہے
 (جو کسی زبان یا مکان میں خود قائم ہوتا ہے)
 اور نہ عرض ہے (دوسری چیز کے ساتھ قائم
 ہو جیسا رنگ، شکل وغیرہ، اور نہ وہ جسم ہے اور
 نہ کسی مکان یا جہت میں ہے اور نہ اسکی طرف
 یہاں اور وہاں کیساتھ اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں نہ حرکت کرتا ہے
 اور نہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے
 نہ بدلتا ہے اور اس میں جہل اور کذب بھی روا نہیں
 یعنی کذب اور جہل کا صدور اس سے محال ہے اور وہ
 عرش کے اوپر ہے جیسا کہ اس نے خود اپنے بارہ میں
 فوق العرش ہوتا بیان کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب
 نہیں کہ عرش اس کا مکان ہے اور فوق اس کی جہت
 ہے بلکہ اس کی فوقیت اور استواء کی حقیقت اس کے
 سوا کوئی نہیں جانتا، یا پھر وہ نختہ کا علم رکھتا
 ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے۔
 اور باری تعالیٰ کا دیدار ایمان والوں کو قیامت کے
 دن نصیب ہوگا اور اس دیدار کی دو طرح وضاحت
 کی گئی ہے ایک سطح کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان
 مومنین پر ایسا انکشاف تام ہو جائیگا جو عقل
 تصدیق سے بہت زیادہ ہوگا۔ گویا کہ آنکھ سے
 ہی دیکھا ہے لیکن اس میں سامنا، مقابلہ اور جہت
 رنگ اور شکل نہیں ہوگا۔ اور یہ وجہ ایسی ہے کہ

وَهُوَ مَرُئِيٌّ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ
 الْفِيْءَةِ يَوْمَ يُجْهَلْنَ - اَحَدُهُمَا
 اَنْ يَكْشِفَ عَلَيْهِمْ مَّا كُنْشَفَا
 بَلِيْغًا - اَكْثَرُ مِنَ التَّصْديقِ بِه
 عَقْلًا وَكَانَهُ الرُّؤْيَا بِالْبَصَرِ
 اِلَّا اَنَّهُ مِنْ غَيْرِ مَوَازَاةٍ
 وَمُقَابَلَةٍ وَجِهَةٍ وَلَوْنٍ وَشَكْلِ

وَهَذَا الْوَجْهُ قَالَ بِهِ الْمُعْتَزِلَةُ
وغيرهم وهو حق۔ وَاِنَّمَا خَطَا
هُمْ فِي تَأْوِيلِهِمُ الرُّؤْيَا بِهَذَا
الْمَعْنَى اَوْ حَصْرِهِمُ الرُّؤْيَا فِي
هَذَا الْمَعْنَى۔ وَثَانِيهِمَا۔ اَنْ
يَتِمَّتْ لَهُمْ بِصُورٍ كَثِيرَةٍ
كَمَا هُوَ مَذْكُورٌ فِي السُّنَّةِ
فَيَرَوْنَهُ بِأَبْصَارِهِمُ بِالشَّكْلِ
وَاللَّوْنِ وَالْمَوَاجِهُةِ كَمَا يَقَعُ
فِي الْمَنَامِ كَمَا أَخْبَرَنَاهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ
قَالَ رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ
صُورَةٍ فَيَرَوْنَ هُنَالِكَ
عِيَانًا مَا يَرَوْنَ فِي الدُّنْيَا
مَنَامًا وَهَذَا مِنَ الْوُجْهِانِ
نَفْهِمُهُمَا وَنَعْتَقِدُهُمَا وَإِنْ
كَانَ اللَّهُ تَعَالَى وَرَسُولُهُ

اس کا قول فرقہ معتزلہ نے اور دوسرے لوگوں
(مثلاً شیعہ وغیرہ) نے بھی کیا ہے اور یہ بات فی نفسہ
حق اور درست ہے لیکن انکی غلطی یہ ہے کہ وہ
رؤیت کا یہی معنی کرتے ہیں یا رؤیت کو اسی
معنی میں منحصرتے ہیں جبکی وجہ سے رؤیت
بالابصار کا انکار کرتے ہیں، اور دوسرا معنی
رؤیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مختلف صورتوں
میں انکے سامنے متمثل ہو جیسا کہ سنت اور
احادیث میں مذکور ہے۔ پس وہ لوگ اسی تعالیٰ
کو اپنی آنکھوں کے ساتھ شکل، صورت اور رنگ اور
آمنے سامنے کی طرح دیکھیں گے جیسا کہ خواب
میں واقعہ ہوتا ہے جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے دی ہے جہاں اپنے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے
رب کو اچھی صورت میں دیکھا ہے۔ اسی طرح لوگ
قیامت میں اس کو عیاناً یعنی بالکل ظاہر آنکھوں سے
دیکھیں گے جس طرح دنیا میں خواب کے اندر
دیکھتے ہیں اور رؤیت کی یہ دونوں صورتیں ایسی

ہیں جنکو ہم سمجھتے ہیں اور ان پر اعتقاد رکھتے ہیں۔
 اور اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ہر اور رویت ان کے علاوہ کوئی اور معنی
 ہو تو پھر ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ
 اور اس کے رسولوں کی ہر رویت ہے۔ اگرچہ ہم بعینہ
 اس معنی کو نہ سمجھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے
 وہ ہوتا ہے اور جو نہ چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا۔ اور کفر
 اور دیگر معاصی اور گناہ اس کے پیدا کرنے اور ارادہ
 کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن وہ ان کو پسند
 نہیں کرتا۔ اور وہ ایسا غنی اور بے نیاز ہے جو
 اپنی ذات اور صفات میں کسی چیز کی طرف محتاج
 نہیں سمجھتا۔ اور نہ اس پر کوئی حاکم ہے اور نہ
 اس پر کوئی چیز کسی غیر کے واجب کرنے سے
 واجب ہوتی ہے۔ ہاں لیکن وہ خود راہ راہ
 لطف و کرم کسی چیز کا وعدہ فرماتا ہے۔ تو پھر
 وہ اس کو پورا کرتا ہے اس وعدے کے خلاف نہیں
 کرتا جیسا کہ حدیث میں اس قسم کے الفاظ آئے

أَرَادَ بِالرُّؤْيَا غَيْرَهُمَا فَنَحْنُ
 أَمَّا بِمُرَادِ اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ
 وَإِنْ لَمْ نَعْلَمْ بِعَيْنِهِ ذَلِكَ
 مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ
 لَمْ يَكُنْ وَالْكَفَرُ وَالْعَاصِي خَلْقُهُ
 وَإِرَادَتُهُ وَلَا يَرْضَاهُ وَهُوَ
 غَنِيٌّ لَا يَحْتَاجُ إِلَى شَيْءٍ فِي
 ذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ، وَلَا حَاكِمَ
 عَلَيْهِ، وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْءٌ
 بِإِجَابِ غَيْرِهِ، نَعَمْ قَدْ
 يَعِدُ شَيْئًا قَيِّفِي بِالْوَعْدِ
 كَمَا وَدَّ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللَّهِ
 وَجَمِيعِ أَعْمَالِهِ يَتَضَمَّنُ الْحِكْمَةَ
 وَالْمَصْلَحَةَ الْكُلِّيَّةَ عَلَى مَا
 يَعْلَمُ۔ وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ اللَّطْفُ
 الْمُجْزِئِيُّ الْخَاصُّ أَوْ الْأَصْلَحُ
 الْخَاصُّ لَا قَبِيحَ مِنْهُ وَلَا

يُنْسَبُ فِيمَا يَفْعَلُ أَوْ يَحْكُمُ
إِلَى جَوْدٍ أَوْ ظُلْمٍ يُرَاعِي الْحِكْمَةَ
فِيمَا خَلَقَ وَأَمَرَ لَا أَنَّهُ يَسْتَكِلُ
نَفْسَهُ وَصِفَاتَهُ بِشَيْءٍ۔

ہیں کہ وہ چیز اللہ کے ذمہ ہے یا اللہ تعالیٰ
اس کا ضامن ہے، اور اللہ تعالیٰ کے تمام کام
حکمت اور مصلحت کلیہ و عمومی مصلحت جیسا
کہ وہ بہتر جانتا ہے، پر مشتمل ہوتے ہیں اور اللہ
تعالیٰ پر کسی خاص فرد یا خاص چیزی چیز کے بارے
میں جو بات اصلح (بہتر بات) ہو واجب نہیں
(جیسا کہ معتزلوں وغیرہ کا اعتقاد ہے کہ جو چیز بندہ
کے لئے اصلح ہو وہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتی ہے،
اور کوئی بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبیح نہیں
ہوتی، اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کاموں میں اپنے فیصلوں
میں ظلم اور انصاف کی طرف منسوب نہیں کیا
جاسکتا اور اللہ تعالیٰ کسی ظلم اور انصاف نہیں
کرتا، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے یا جو حکم دیا
ہے اس میں حکمت کی رعایت فرمائی ہے لیکن
اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنی ذات و صفات میں
کسی شے سے تکمیل حاصل کرتا ہے حکمت کی
رعایت اسکی ذات یا صفات میں کچھ کمال پیدا ہو سکتی نہیں

وَأَنْ يَكُونَ لَهُ حَاجَةٌ وَغَرَضٌ
فَإِنَّ ذَلِكَ ضَعْفٌ وَقَبْحٌ
لِحَاكِمٍ سِوَاهُ فَلَيْسَ لِلْعَقْلِ
حُكْمٌ فِي حُسْنِ الْأَشْيَاءِ قُبْحُهَا
وَكُونُ الْفِعْلِ سَبَبًا لِلثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَإِنَّمَا حُسْنُ الْأَشْيَاءِ
وَقُبْحُهَا بِقَضَاءِ اللَّهِ وَحُكْمِهِ
وَتَكْلِيفِهِ لِلنَّاسِ فَمِنْهُمَا مَا
يُذَرِّكُ الْعَقْلُ وَجْهَهُ وَ
مُصْلِحَتَهُ وَمُنَاسِبَتَهُ لِلثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَمِنْهَا مَا لَا يَذَرِّكُهُ
إِلَّا بِأَخْبَارِ الرُّسُلِ عَنِ اللَّهِ
تَعَالَى وَكُلُّ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهِ
وَاحِدَةٌ بِالذَّاتِ غَيْرُ
مُتَنَاهِيَةٍ بِحَسَبِ التَّعَلُّقِ
وَالْتَّجِدِ إِنَّمَا هُوَ فِي الْمُتَعَلِّقِ
بِالْمَعْنَى الْمَذْكُورِ وَلِلَّهِ تَعَالَى

اور اس کو کسی چیز کی طرف حاجت اور غرض
بھی نہیں کیونکہ یہ کمزوری اور قباحت (دبڑی)
بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔
اس کے سوا کوئی حاکم نہیں پس عقل کے لئے
اشیاء کے حسن و قبح میں کوئی حکم یا دخل نہیں
ہے جیسا کہ معتزلہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اشیاء
کا حسن و قبح عقلی ہے اور اسی طرح کسی فعل
کے ثواب یا عقاب کے سبب ہونے میں بھی
عقل کا دخل نہیں ہے۔ اشیاء کا حسن و قبح
اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور اس کے حکم سے ہوتا
ہے اور اس وجہ سے کہ اس نے لوگوں کو مکلف
بنایا ہے یعنی حسن و قبح اور شرعیہ کے مکلف
ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ عقل کی وجہ سے،
اب بعض باتیں ایسی ہیں کہ عقل ان کو سمجھتی ہے
اور ان میں ثواب یا عقاب کی مصلحت اور
مناسبت کو بھی جانتی ہے۔ اور بعض چیزیں
ایسی ہیں کہ عقل ان کے حسن و قبح کا ادراک نہیں

مَلَائِكَةُ عَلَوِيَّوْنَ مُقَرَّبُونَ
وَمَلَائِكَةُ مُوَكَّلُونَ عَلَى
كِتَابَةِ الْأَعْمَالِ وَحِفْظِ الْعَبْدِ
عَنِ الْمَهَالِكِ وَالِدَّاعُوَةِ
إِلَى الْخَيْرِ، وَيَلْتَمُسُونَ بِالْعَبْدِ
لِمَتِهِ الْخَيْرَ، بِكُلِّ وَاحِدٍ مَقَامٌ
مَعْلُومٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا
أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا
يُؤْمَرُونَ۔

کر سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے رسول
خدا تعالیٰ کی طرف بتلازیں اور اللہ تعالیٰ کی
ہر ایک صفت اپنی حقیقت اصلیت کے
اعتبار سے واحد ہے، اور باعتبار تعلقات کے
غیر مناسب اور بے انتہا ہے۔ اور حدود و حدود
اس صفت میں نہیں بلکہ اس چیز ممکنہ حادث
اشیاء میں ہوتا ہے جس کے ساتھ اس صفت
کا تعلق ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ہیں جو
عالم بالا میں رہتے ہیں۔ اور وہ مقرب بارگاہ
ہیں۔ اور کچھ دوسرے ملائکہ ہیں۔ جو لوگوں کے
اعمال کے لکھنے اور ان کی حفاظت پر مقرر ہیں۔
اور کچھ ایسے ہیں جو بندوں کی مہلک خطرات
سے اور ہلاکتوں سے حفاظت کرتے ہیں اور
کچھ دعوت الی الخیر دیتے ہیں اور بندوں کی طرف
اچھے خیالات ڈالتے رہتے ہیں اور ان میں سے
ہر ایک کا ایک مقام اور ٹھکانا مقرر ہے جو کچھ
اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے اسکی نافرمانی نہیں

کرتے اور جو حکم ہوتا ہے اس کی تعمیل میں
سرگرم رہتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شیاطین بھی ہیں
جن کا کام یہ ہے کہ انسانوں میں بُرے خیالات
اور وسوسے ڈالتے رہتے ہیں اور قرآن کریم
اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے
بدریغہ وحی ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر اتارا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان
ہے زُورَہ زُخْرَفِ آیتِ راہ ”کہ کسی بشر کے
لئے یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اس سے کلام
کرے۔ مگر یہ کہ وحی کے ذریعہ سے یا پس
پردہ، یا کسی فرشتہ کو بھیج دے کہ جو پیغام
اللہ تعالیٰ کو منظور ہو وہ فرشتہ اس کے
حکم سے پہنچا دے“ اور یہی وحی کی حقیقت ہے
اور اللہ تعالیٰ کے اسماء پاکہ اسکی صفات
میں الحاق (زیادتی) جائز نہیں یعنی اللہ
تعالیٰ کے ناموں اور صفتوں کے ساتھ دوسرے

وَمِنْ خَلْقِ اللَّهِ الشَّيَاطِينُ
لَهُمْ لِمَّةٌ بَابُنِ آدَمَ
وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللَّهِ أَوْحَى
اللَّهُ بِهِ إِلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا
كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ
إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ
أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِي
بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ فَهَذَا حَقِيقَةُ
الْوَحْيِ وَلَا يَجُوزُ إِلَّا لِحَاقٍ فِي
أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَصِفَاتِهِ
فَيَتَوَقَّفُ إِلَّا طَلَّاقَ عَلَى
الشَّرْحِ۔

اسماء اور صفات اپنی طرف سے بڑھائے جاہیں
لہذا اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات کے اطلاق میں
شریعت پر توقف کرنا چاہیئے۔ جو نام اور صفت
شریعت میں وارد ہو اس کا اطلاق درست ہوگا۔
ورنہ درست نہ ہوگا۔

اور قیامت کے دن جسم کے ساتھ زندہ ہونا برحق ہے
جس میں لوگوں کے اجسام جمع کئے جائیں گے اور
ان جسموں میں روتوں کو لوٹا یا جائیگا اور یلبدان ہی
ایمان ہونگے جو دنیا میں تھے۔ اور شریعت اور عرف
میں جنکو یلبدان سمجھا جاتا ہے اگرچہ ان میں قامت کی
درازی یا کوتاہی ہو، جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔
کہ کافر کا دانت اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ یا وہ اجسام
لطیف خوبصورت اور پاکیزہ ہوں جیسا کہ حدیث
میں اہل جنت کے بارہ میں آیا ہے اسی مثال ایسی
ہے جس طرح چھوٹا بچہ جو بعینہ وہی ہوتا ہے جو بیک وقت
جوان اور دوسرے وقت بوڑھا ہو جاتا ہے چاہے
اسکے اجزاء بدن میں ہزار مرتبہ سے بھی زیادہ تبدیلی

وَالْمَعَادُ الْيُسْبَانِي حَقٌّ
يُخْشَرُ الْأَجْسَادُ وَيُعَادُ
فِيهَا الْأَرْوَاحُ، وَتَكُونُ
الْأَيْدَانُ تِلْكَ الَّتِي
كَانَتْ شَرْعًا وَعُرْفًا
وَإِنْ طَالَتْ أَوْ قَصُرَتْ
كَمَا وَدَدَ إِنْ خَشَرَ الْكَافِرُ
مِثْلُ أَحَدٍ - أَوْ كَانَتْ
الطَّفُ مِنْهَا كَمَا وَدَدَ فِي
صِفَةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
وَذَلِكَ كَمَا أَنَّ الصَّبِيَّ
هُوَ الَّذِي يَشِبُّ وَ

یَشِيبُ وَإِنْ تَبَدَّلَتْ
کیموں نہ واقع ہوئی ہو (لیکن ہوتا وہی ہے)

الْأَجْزَاءُ فِيهِ أَلْفَ مَرَّةٍ
وَالْمَجَازَاتُ وَالْمَحَاسِبَاتُ
وَالصِّرَاطُ وَالْمِيزَانُ حَقٌّ،
وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ وَهَآ
مَخْلُوقَتَانِ الْيَوْمَ -
آورا اعمال کی جزا اور حساب اور پل صراط اور میزان
برحق ہے اور جنت اور دوزخ حق ہیں۔ اور یہ اس
وقت مخلوق ہیں یہ بات نہیں کہ ان کو قیامت میں
پیدا کیا جائیگا جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں بلکہ فی الوقت

موجود ہیں۔

وَلَمْ يُصَرِّحْ نَصٌّ بِتَعْيِينِ
مَكَانِهِمَا بَلْ هُمَا حَيْثُ
شَاءَ اللَّهُ إِذْ لَا إِحَاطَةَ
لَنَا بِخَلْقِ اللَّهِ وَعَوَالِمِهِ -
اور کسی نص نے ان کا محل اور مکان متعین نہیں
کیا بلکہ یہ دونوں وہاں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ چاہے۔
کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اور جہانوں کا
احاطہ نہیں کر سکتے۔

وَلَا يَخْلُدُ السُّلَمُ صَاحِبِ
الْكِبِيرَةِ فِي النَّارِ وَهِيَ
الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ
تَجْتَنِبُوا أَكْبَارَ مَا تَنْهَوْنَ
عَنْهُ مُنْكَفِرٌ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ
يَعْنِي بِالصَّلَاةِ وَالْكَفَارَاتِ
اور کسی مسلمان کو جس سے کبیرہ سزد ہوا ہو ہمیشہ دوزخ
میں نہیں رکھا جائیگا اور اس بات کو اللہ تعالیٰ نے
قرآن کریم سورۃ نساء آیت ۳۱ میں اس طرح
فرمایا ہے کہ مہین کاموں سے تم کو منع کیا جا رہا ہے
اگر تم ان ممنوعات میں سے جو بڑے بڑے گناہ
ہیں ان سے بچتے رہو گے تو ہم تمہارے چھوٹے

وَالْعَفْوُ عَنِ الْكَبَائِرِ جَائِزٌ
غَيْرَ أَنَّ أَفْعَالَ اللَّهِ تَعَالَى
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عَلَى
وَجْهَيْنِ مُوَافِقًا لِسُنَّةِ اللَّهِ
وَكَاثِبٍ عَلَى سَبِيلِ خَرَقِ
الْعَوَائِدِ وَالْعَفْوُ الْكَبَائِرِ
عَمَّنْ مَاتَ بِلَا تَوْبَةٍ
جَائِزٌ مِنْ بَابِ خَرَقِ الْعَوَائِدِ۔

چھوٹے قصور تم سے زائل کر دیں گے، یعنی نماز
اور دیگر کفارات کی وجہ سے۔ اور یہ بات جائز
ہے کہ اللہ تعالیٰ کبیرے گناہوں کو معاف کر دے
لیکن اللہ تعالیٰ کے افعال دنیا اور آخرت میں
دو طرح ہیں۔ ایک یہ کہ دستور اور عادت
کے مطابق واقع ہوں اور دوسرے یہ کہ عادت
اور دستور کے خلاف ہے، جو
شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اور بلا توبہ
مر جائے اس کو معاف کر دینا جائز ہے لیکن
یہ بات عادت اور دستور کے خلاف ہے۔

اور اس طرح حقوق الناس کو معاف فرما
دینا بھی جائز ہے مگر عادت و دستور کے
خلاف ہے۔

اور یہی تطبیق ہے ان متعارض نصوص میں جو
بظاہر ایک دوسرے سے متعارض معلوم ہوتی
ہے۔ اور شفاعت حق ہے اس کے لئے
جس کے بارہ میں خدائے رحمن اجازت

وَكَذَلِكَ الْإِلَهَ الْعَفْوُ عَنِ
حُقُوقِ النَّاسِ جَائِزٌ
بِطَرِيقِ خَرَقِ الْعَوَائِدِ۔
هَذَا وَجْهٌ التَّطْبِيقِ
بَيْنَ النَّصُوصِ الْمُتَعَارِضَةِ
بَادِي الرَّايِ وَالشَّفَاعَةُ
حَقٌّ لِمَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ

وَشَفَاعَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ
مِنْ أُمَّتِهِ حَقٌّ وَهُوَ مُشَفَعٌ
وَحَيْثُ وَقَعَ نَفَى الشَّفَاعَةِ
فَالْمُرَادُ مِنْهَا الشَّفَاعَةُ الَّتِي
تَكُونُ بِغَيْرِ إِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى
وَرِضَائِهِ .

وسے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی شفاعت آپ کی امت
کے اہل کبائر کے لئے برحق ہے اور
آپ کی شفاعت مقبول ہوگی۔ اور
جہاں قرآن میں شفاعت کی نفی واقع
ہوئی ہے اس سے مراد وہ شفاعت
ہے جو اللہ تعالیٰ کی اجازت اور رضا
کے بغیر ہو۔

وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْفَاسِقِ
وَتَنْعِيمُهُ لِلْمُؤْمِنِ حَقٌّ وَ
سَوَالُ الْمُنْكَرِ وَالنَّكِيرِ حَقٌّ، وَ
بَعْثَةُ الرُّسُلِ إِلَى الْخَلْقِ حَقٌّ،
وَتَكْلِيفُ اللَّهِ عِبَادَكَ بِالْأَمْرِ
وَالنَّهْيِ عَلَى السُّنَّةِ الرَّسُولِ
حَقٌّ، وَهُمْ مُتَمَيِّزُونَ بِأُمُورٍ
لَا تُوجَدُ فِي غَيْرِهِمْ عَلَى سَبِيلِ
الْاجْتِمَاعِ، تَدُلُّ عَلَى كَوْنِهِمْ

* اور قبر میں فاسق اور بدکار کے لئے
عذاب کا ہونا اور نیکو کاروں اور ایمان
والوں پر نعمت کا ہونا حق ہے اور قبر
میں منکر و نکیر دو فرشتوں کا سوال
و جواب مردوں سے حق ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ کا مخلوق کی ہدایت کے لئے
رسولوں کا مبعوث فرمانا حق ہے اور
انہی انبیاء و رسل کی زبانوں پر امر و نہی
کرنا اور بندوں کو شرعی احکام کی

اَنْبِيَاءُ-

تکالیف دینا برحق ہے اور یہ انبیاء
علیہم السلام چند باتوں کے ساتھ ممتاز
ہوتے ہیں یہ باتیں انکھی دوسرے
لوگوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اور یہ
باتیں اس کا ثبوت ہوتی ہیں کہ یہ
انبیاء ہیں۔

مِنْهَا خَرَقُ الْعَوَائِدِ لَهُمْ
وَمِنْهَا سَلَامَةٌ فِطْرَتِهِمْ وَ
كَمَالُ اخْلَاقِهِمْ وَغَيْرُ
ذَلِكَ-

ان میں سے ایک خرق عادت (معجزات)
کا ان سے ظاہر ہونا۔ اور ان باتوں
میں یہ بھی ہے کہ ان کی فطرت سلیم ہوتی
ہے اور ان کے اخلاق کامل و رحبہ کے
ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی
بہت سی باتیں ہیں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ
میں پائی جاتی ہیں۔

وَالْاَنْبِيَاءُ مَعْصُومُونَ مِنَ
الْكُفْرِ وَتَعْمِدُ الْكِبَايِرُ وَالْاِضْرَارُ
عَلَى الصَّغَائِرِ. يَعْصِمُهُمُ اللّٰهُ
تَعَالَى عَنْهَا بِوُجُوهِ ثَلَاثَةٍ-

اور تمام انبیاء علیہم السلام کفر شرک
اور عدا گناہ کبیرہ سے اور صغائر پر
اصرار کرنے سے معصوم اور پاک ہوتے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بچاتا اور معصوم

رکھتا ہے میں طریقوں سے۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو پیدا کرنا ہی نہیں پسیم الفطرۃ اور اخلاق کے کامل اعتدال پر پیدا کرتا ہے۔ اس لئے وہ معاصی میں رغبت نہیں کرتے بلکہ ان سے متنفر ہوتے ہیں۔

دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی نازل کرتا ہے کہ معاصی پر خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا ہوگی اور طاعات اور نیکیوں پر اجر عطا فرمایا جائے گا۔ اور یہ وحی ان کے لئے گناہوں اور معاصی سے روکنے کا باعث ہوتی ہے۔

اور تیسری صورت یہ ہے ان انبیاء علیہم السلام کے درمیان اور معاصی کے درمیان اللہ تعالیٰ عامل ہو جاتا ہے کسی لطیفہ غیبیہ کے ظاہر کرنے سے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے واقعہ

أَحَدَهَا أَنْ يَخْلُقَهُمْ فِي سَلَامَةٍ
الْفِطْرَةِ وَكَمَالِ إِعْتِدَالِ
الْأَخْلَاقِ، فَلَا يَرْغَبُونَ فِي
الْمَعَاصِي بَلْ يَكُونُونَ مُتَنَفِّرِينَ
عَنْهَا۔

وَتَأْنِيهَا أَنْ يُوحَى إِلَيْهِمْ
أَنَّ الْمَعَاصِي يُعَاقَبُ عَلَيْهَا۔
وَالطَّاعَاتِ يُثَابَرُ عَلَيْهَا
فَيَكُونُ ذَلِكَ رَاجِعًا عَنِ الْمَعَاصِي۔

وَالثَّالِثُ أَنْ يَحُولَ اللَّهُ تَعَالَى
بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمَعَاصِي بِأَحْذَاتِ
لَطِيفَةِ غَيْبِيَّةٍ كَطَهْرُ صُورَةٍ
يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَاضًا
عَلَى إصْبَعِهِ فِي قِصَّةِ يُوسُفَ

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ
 النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ - وَ
 دَعْوَتُهُ عَامَّةٌ لِجَمِيعِ الْإِنْسِ
 وَالْجِنِّ، وَهُوَ أَفْضَلُ الْأَنْبِيَاءِ
 بِهَذِهِ الْخَاصَّةِ وَبِجَوَاسِ أَخْوَى
 نَحْوِ هَذِهِ -

میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی
 صورت کا ظاہر ہونا، انکی کو دانتوں سے
 دبائے ہوئے۔ اور حضرت محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے
 بعد کوئی نبی نہیں (آپ کے بعد کسی
 کو نبی نہیں بنایا جائیگا آپ پر اس مرتبہ
 کو ختم کر دیا گیا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا
 خَتَمَ بِي النَّبِيُّونَ کہ مجھ پر نبیوں
 کو ختم کر دیا گیا ہے اور آپ کی دعوت
 تمام جن وانس کے لئے عام ہے اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اس خصوصیت کی
 بنا پر اور اس کے علاوہ دیگر خصوصیات
 کی وجہ سے تمام انبیاء سے افضل ہیں۔
 اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں
 اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ان کرامتوں
 کے ساتھ نوازتا ہے اور اپنی رحمت کے
 ساتھ خاص کرتا ہے جس کو چاہتا ہے

وَكَرَامَاتُ الْأَوْلِيَاءِ وَهُمْ
 مُؤْمِنُونَ الْعَارِفُونَ بِاللهِ
 تَعَالَى وَصِفَاتِهِ الْمُحْسِنُونَ فِي
 إِيْمَانِهِمْ حَقٌّ يُكْرِمُ اللهُ بِهَا

مَنْ يَشَاءُ وَيَخْتِصُّ بِرَحْمَتِهِ
مَنْ يُرِيدُ -

اور اولیادان مومنوں کو کہا جاتا ہے
جو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت
رکھتے ہیں اور ایمان میں سختی اور مضبوطی
کے ساتھ نیکیاں کرنے والے ہوتے ہیں۔

وَكَشَهِدُوا بِالْجَنَّةِ وَالْخَيْرِ
لِلْعَشْرَةِ الْمُبَشِّرَةِ وَفَاطِمَةَ
وَحَدِيجَةَ وَعَائِشَةَ وَالْحَسَنَ
وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

اور ہم جنت اور بہتری کی گواہی دیتے
ہیں عشرہ مبشرہ کے حق میں یعنی حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ دس صحابہ جن کو
آپ نے ایک ہی مجلس میں بہشت کی
بشارت سنائی تھی خلفاء اربعہ،
سعید، سعد، طلحہ، زبیر، ابو عبیدہ ابن
جراح، عبد الرحمن بن عوف، اسی طرح
* ہم حضرت فاطمہ اور ام المومنین خدیجہ
اور ام المومنین عائشہ صدیقہ اور حسن
اور حسین کے حق میں بھی جنت کی گواہی
دیتے ہیں۔

وَنُوقِرُهُمْ وَنُعْتَرِفُ لِعِظَمِ
مَعْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ وَكَذَلِكَ

اور ہم ان کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور
اسلام میں ان کے عظیم مرتبہ کا اعتراف

أَهْلَ الْبَيْتِ وَأَهْلَ بَيْعَتِ
الرِّضْوَانِ -

کرتے ہیں اور اسی طرح اہل بدر اور اہل
بیعت الرضوان کے حق میں بھی بہتری
اور بہشت کی گواہی دیتے ہیں -

وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِمَامٌ
حَقٌّ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُمَرُ
ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق
ہیں ان کے بعد حضرت عمرؓ ان کے بعد
حضرت عثمانؓ ان کے بعد حضرت علیؓ
اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو -

ثُمَّ تَمَّتِ الْخَلَافَةُ وَبَعْدَهُ
مَلِكٌ عَصُوفٌ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَفْضَلُ النَّاسِ
بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ عُمَرُ
وَلَا نَعْنِي إِلَّا فَضْلِيَّةً مِنْ
جَمِيعِ الْوُجُوهِ حَتَّى يَكُونَ
النَّسَبُ وَالشُّجَاعَةُ وَالْقُوَّةُ
وَالْعِلْمُ وَأَمْثَالُهَا - بَلْ هِيَ
عَظِيمُ نَفْعِهِ فِي الْإِسْلَامِ

ان چاروں بزرگوں کے زمانہ تک
خلافت راشدہ ختم ہو گئی - ان کے
بعد جو خلفاء ہوئے ہیں وہ بادشاہ
تھے - اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
سب لوگوں سے افضل ہیں پھر
ان کے بعد فضیلت میں حضرت عمرؓ کا مرتبہ
ہے اور ان بزرگوں کے افضل ہونے
کا یہ معنی نہیں کہ یہ تمام وہ وہ سے دوسرے

فَاَمِيرُ الْأُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَوَزِيرُ الْأَمَّةِ
أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بِإِعْتِبَارِ
الْهِمَّةِ الْبَالِغَةِ فِي إِشَاعَةِ
الْحَقِّ فَإِنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَجْهَيْنِ وَجْهًا يَأْخُذُ
عَنِ اللَّهِ وَجْهًا يُعْطَى الْخَلْقَ -
وَلَهُمَا فِي الْأَعْطَاءِ لِلْخَلْقِ -
كَالِيقَاتِ النَّاسِ وَجَمْعًا
لَهُمْ وَتَدْبِيرًا لِلْحَرْبِ
يَدًا طَوَّلَى -

سے افضل ہیں حتیٰ کہ نسب شاعت
قوت، علم اور اس جیسے دیگر امور میں
ممکن ہے کہ بعض دوسرے صحابہ
افضل ہوں، بلکہ ان بزرگوں کا افضل
ہونے کا یہ معنی ہے کہ اسلام میں
ان سے جو نفع عظیم ہوا ہے وہ دوسروں
سے نہیں ہوا، پس امیر تو اصل میں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابو بکر، عمر
آپ کے دو وزیر ہیں۔ انہوں نے
حق کی اشاعت میں جہت بالغہ
سے کام لیا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی دو جہتیں ہیں۔ ایک
جہت اللہ تعالیٰ سے اخذ کرنے
کی ہے اور دوسری جہت مخلوق کو
دینے کی ہے۔ اور ان دونوں بزرگوں
دشمنین کو خلق خدا کی ہدایت میں
اور لوگوں کو جمع کرنے میں اور جہاد

کی بہتر تدبیریں کرنے میں بہت کمال
حاصل تھا۔

۴ اور تمام صحابہ کے بارہ میں ہم اپنی
زبانوں کو روکتے ہیں اور سنوائے
بھلائی اور خیر کے ان کا ذکر نہیں کرتے
یعنی ان پر کسی قسم کی تنقید و جرح نہیں
کرتے (وہ دین میں ہمارے مقتدا اور
پیشوا ہیں، صحابہ کو گالی دینی حرام ہے
اور ان کی تعظیم واجب ہے اور ہم
اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے
ہیں جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو
جس سے خدا تعالیٰ صانع قادر المختار کی
نفی ہو۔ یا غیر اللہ کی عبادت کرے،
یا معاد اور قیامت کا انکار کرے یا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے یا
دوسری ضروریات دین کا انکار کرے
ضروریات دین میں کسی ایک چیز

وَنُكُفُّ السُّنَّتَنَا عَنْ ذِكْرِ
الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ وَهُمْ
أَيُّمُنَا وَقَادِمُنَا فِي الدِّينِ
وَسُبُّهُمْ حَرَامٌ وَتَعْظِيمُهُمْ
وَاجِبٌ وَلَا تُكْفِرُوا أَحَدًا مِنْ
أَهْلِ الْقِبْلَةِ إِلَّا بِمَا فِيهِ مِنْ
نَفْيِ الصَّانِعِ الْقَادِرِ الْمُخْتَارِ
وَعِبَادَةِ غَيْرِ اللَّهِ أَوْ انْكَارِ
التَّوَادُّ وَالنَّبِيِّ وَسَائِرِ ضَرُورِيَّاتِ
الدِّينِ۔

کا انکار یا ان کی غلط تاویل کرنے سے
کافر ہو گیا)۔

اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
واجب ہے بشرطیکہ کسی فتنہ میں
بتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور قبول
کرنے کا گمان ہو۔

امام ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں یہ
میرا عقیدہ ہے اسی کے ساتھ میں اللہ
تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہوں۔
ظاہر و باطن اور اول و آخر ظاہر و باطن
میں سب تائیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اے اللہ میرا حشر بھی ان لوگوں کے گرو دیں
خیرا جو نبی کریمؐ کی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان
لائیوالوں کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ
کی رحمت نازل ہو اسکی مخلوق میں سب
بہتر ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور

اکیں آل اور تمام صحابہ اور ان کے اتباع پر اور اللہ تعالیٰ سب بڑھ کر رحم کرنے والا ہے :

وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبٌ وَشَرْطُهُ
أَنْ لَا يُوَدَّيَ إِلَى الْفِتْنَةِ وَ
أَنْ يُظَنَّ قَبُولَهُ۔

فَهَذِهِ عَقِيدَتِي أَدِينُ اللَّهَ
تَعَالَى بِهَا ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَالْحَمْدُ
لِلَّهِ أَوَّلًا وَآخِرًا ظَاهِرًا وَ
بَاطِنًا۔

اللَّهُمَّ احْشُرْنِي زُمْرَةَ أَتْبَاعِ
الَّذِينَ آمَنُوا مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَآلِهِ
وَصَحْبِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ أَجْمَعِينَ
وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

دلیل المشرکین

مصنفہ مولانا احمد الدین صاحب بگوی
(تلمیذہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی)
مع اردو ترجمہ

ایضاح المؤمنین

از: مولانا عبدالحمید سواتی بانی مدرسہ نصرۃ العلوم

شرک اور اس کی مختلف قسمیں اور اس کی کثیر الوقوع صورتیں جو عام طور پر انسانی سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں، اُن پر بڑے اچھے طریق سے بحث کیا گئی ہے، اور ہر ایک بات کی دلیل قرآنی آیات، احادیث نبویہ، قول و فعل صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین کے اقوال اور سلف صالحین کے مسئلہ اصول کی روشنی میں کی گئی ہے۔ ایک سو تینتیس سال کے بعد یہ اہم قلمی کتاب پہلی دفعہ مدرسہ نصرۃ العلوم کی طرف سے زیور طباعت سے آراستہ ہوا۔ بلا تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ انشاء اللہ العزیز

ناشر ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم

گوجرانوالہ

خطبات شیخ الاسلام

یہ کتاب پہلی بار شائع ہو کر منظر عام پر آگئی ہے جس میں شیخ العرب والعجم
حسین احمد مدنیؒ کے صد اربعہ خطبات جمع کیے گئے ہیں جو جمعیتہ علماء ہند کے
اجلاسوں میں پیش کیے گئے تھے۔

مقدمہ

از: محقق مولانا صوفی عبد الحمید سواتی مدظلہ بانی مدرستہ العلوم

قیمت : ۸۰/- روپے

